OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

مفرداتِ قرآنی کی لغوی تحقیق: مولانا مودودی کی کاوشوں کا مطالعہ

A Lexical Investigation of *Qur'ānic* Phrases: A Study of *Mawlānā Mawdūdī's* Efforts

Nusaibah Iqbal
Doctoral Candidate, Sheikh Zayed Islamic Center, Punjab University, Lahore, Pakistan
Prof. Dr. Haris Mubeen
Professor, Sheikh Zayed Islamic Center, Punjab University, Lahore, Pakistan
Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan
PhD Islamic Studies, Sheikh Zayed Islamic Center, Punjab University, Lahore

Abstract

Mawlānā Mawdūdi's services in the field of Quranic studies are valuable. This article studies his efforts regarding investigations of Quranic phrases. It finds that while doing lexical research of the words, he considered the composition of the Quranic words in terms of Arabic language, grammar and syntax, dictionaries, its uses in other places of the Quran and Sunnah *Mutawātara*. This is followed by contextualization while keeping in mind the comprehensiveness, because the same translation everywhere does not make the meaning clear. Thus, he successfully tried to adapt the meaning of verses in a clear way. His research of lexical investigations of Quranic Phrases helps a lot in understanding the Quran.

Key words: *Mawdūdī*, Qur'anic Phrases, Lexical Investigation

تمہید

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی (1903-1979) بیسوی صدی کے مؤثر ترین مفکر اسلام، مفسر قرآن، سیرت نگار، انشاء پرداز، نامور صحافی اسلامی تہذیب و تمدن اور نظام سیاست و معشیت کے شارح اور فکری اعتبار سے سب سے بڑے متکلم اسلام تھے جنہوں نے اسلامی نظام حیات کے بارے میں اپنے Scientific اسلوب نگارش سے مشرق و مغرب کے جدید تعلیم

CC BY

یافتہ نوجوانوں کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔ اور انہیں انقلاب کیلیے تیار کیا۔ ان کا کہنا تھا۔ اے اسلام کا نام لینے والو، قرآن کی دعوت لیکر اٹھو اور دنیا پر چھا جاؤ۔([1]) آپ کے علمی سرمائے پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک ہمہ گیر قسم کے کثیر التصانیف مصنف تھے۔ جنہوں نے الجہاد فی الاسلام، سیرت سرور عالم، خلافت وملوکیت، سنت کی آئینی حیثیت اور پردہ جیسی معرکۃ الاراء کتب لکھیں۔ لیکن قرآنیات کے میدان میں جو عظمت وسریت، تفہیم القران کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آسکی۔ یہ تفسیر اردو زبان میں بڑے سائز کی 6 ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس کا آغاز 1942ء میں ہوا اور 1972ء میں اختتام پذیر ہوئی۔ اور دنیا کے دیگر زبانوں میں اس کے تراجم ہو چکے ہیں۔ مولانا نے تفہیم القران میں جہاں تاریخ، سیرت اور جدید سائنسی اور فلکیاتی تحقیقات سے استفادہ کیا ہے۔ وہیں انہوں نے قرآن کے بعض اہم الفاظ واصطلاحات یعنی مفردات قرآن کی تشریح وتوضیح بھی لغت اور دیگر کتب کی روشنی میں کی ہے۔ کیونکہ فہم قرآن کے لیے ان مفردات واحد، اصطلاحات کا صحیح مفہوم جاننا انتہائی ضروری ہے۔ جیسا کہ امام سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں لکھا۔ "مفردات قرآن میں مفسر کیلئے ضروری ہے کہ وہ الفاظ کی تحقیق کرے لغوی، نحوی، اور صرفی تشریح و وضاحت کے بعد معنی و مفہوم متعین کرے۔"([2]) مولانا مودودی نے اپنی تفسیر میں آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اور عربی میں کی ترجمانی اردوئے مبین مین کی ہے۔ اس آزاد ترجمانی کو مفردات قرآنی کی لغوی تحقیق کے ساتھ معتبر بنایا ہے اور کہیں بھی کوئی ایسا مطلب نہیں لیا جو الفاظ قرآنی سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ ایک خط میں لکھتے ہیں: "قرآن کی تفسیر میں میرا مسلک یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ میں جس حد تک وسعت ہے میں اسکی حدود میں رہ کر اسکی تفسیر کرتا ہوں ان حدود سے باہر جاکر اپنے تخیل سے کوئی ایسی بات حتی الامکان بیان نہیں کرتا جسکی گنجائش الفاظ قرآن میں نہ ہو۔"([3]) مفردات قرآن کی تعبیر و تاویل کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: "آپ قرآن کی تعبیر وتاویل کا طریقہ اچھی طرح سمجھ لیں اپ جس آیت کے معانی سمجھنا چاہتے ہوں پہلے عربی زبان کے لحاظ سے اس کے الفاظ وترکیب پر غور کریں۔ پھر اس مضمون سے تعلق رکھنے والی جو دوسری آیات قرآن میں مختلف مقامات پر موجود ہیں ان کو جمع کرکے دیکھیں کہ زیر بحث آیت کی ممکن تعبیرات میں سے کونسی تعبیر ان سے مطابقت رکھتی ہے۔"([4]) مفردات قرآنی کی تحقیق کا کام نزول قران سے اب تک ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ مفسرین، محدثین اور سیرت نگاروں نے اپنی کتابوں میں جابجا الفاظ قرآنی کی لغوی تحقیق بیان کی۔ یہاں تک کہ اس پر مستقل کتابیں لکھی جانے لگیں۔ جن کو غریب القرآن، مجاز القرآن، معانی القرآن، مفردات القرآن اور لغات القرآن کا نام دیا گیا۔ مثلاً خلیل نحوی کی العین کی الجمھ جوہری کی اصحاح ابن منظور کی لسان العرب فیروز آبادی زرکشی نے امام راغب کی مفردات کو سب سے عمدہ قرار دیا ہے۔ دور حاضر میں امام حمید الدین فراہی ۱۹۳۰-۱۸۶۳ نے بھی مفردات القرآن کے نام سے کتاب تالیف کی جس نے مابعد تفسیری ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ مولانا مودودی نے بھی اس استفادہ کیا۔

مفردات قرآن کے حوالے سے مولانا مودودی نے کوئی مستقل کتاب تو تصنیف نہیں کی ہاں البتہ ایک مختصر کتابچہ قرآن کی 4 بنیادوی اصطلاحات کے نام سے تصنیف کیا۔ جس میں انہوں نے قرآن کی کی 4 بنیادوں اصطلاحات الہ رب عبادہ دین پر سیر حاصل تحقیق کی ہے۔ مفردات قرآن کے حوالے سے مولانا کا سب سے بڑا علمی ذخیرہ تفہیم القرآن ہے جس میں انہوں نے ۷۵۰ سے زائد مفردات پر تحقیق کی ہے۔ لیکن یہ مفردات ان کی تفسیر میں مختلف مقامات پر منتشر شکل میں درج ہیں۔ حال ہی میں طلحہ ایوب اصلاحی نے اپنی تالیف۔ الفاظ قرآنی کی تفہیم میں مولانا کے ان منتشر مفرادات کو مرتب شکل میں جمع کر دیا

ہے۔ جسے قرآن وسنت اکیڈمی نئی دہلی نے جنوری ۲۰۰۵ میں شائع کیا ہے اس کے علاوہ کچھ مفردات ہمیں میں بھی ملتے ہیں۔ جو مولانا سے پوچھا گیا سوالات کا مجموعہ ہے۔ مثلاً حروف مقطعات کی بحث رسائل ومسائل میں ملتی ہے۔

مصادر مفردات قرآن

مفردات قرآن کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے مولانا کے پیش نظر تمام اول تفاسیر اور عربی کتب لغت رہتی تھیں۔ انہوں نے خاص طور پر جن کتب سے استفادہ وہ حسب ذیل ہیں۔

لغات

لسان العرب، القاموس، اقرب الموارد، الصحاح، الصراح، منتھی الارب، مد القاموس اور امام راغب کی المفردات فی غریب القرآن۔

تراجم

شاہ والی اللہ کا ترجمہ فتح الرحمن، شاہ رفیع الدین دہلوی کا ترجمہ قرآن، شاہ عبد القادر کا ترجمہ موضح القرآن، اشرف علی تھانوی کا ترجمہ اور علامہ آلوسی کا ترجمہ قرآن جو ان کی تفسیر میں ہے۔

تفاسیر

تفسیر طبری، تفسیر بیضاوی، تفسیر کبیر، کشاف، تفسیر ابن کثیر، تفسیر عثمانی، روح المعانی، بیان القرآن، معالم التنزیل، تفسیر جلالین، تفسیر خازن، فتح القدیر۔ اس کے علاوہ بائبل، انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا، تاریخ طبری صحاح ستہ، مؤطا، مسند احمد، مستدرک حاکم اور مشکوۃ سے استفادہ کیا۔

کتب فقہ

المحلی، الملل والنحل، شرح فقہ الاکبر، الاسباہ والنظائر، الاقتصاد، شرح طحاویہ وغیرہ (لفظ خاتم النبین کی تحقیق میں ضمیمہ میں ان سے استفادہ کیا ہے۔

شعراء

علقمہ، فرزدق، لبید بن ربیعہ، حطیئہ، اخطل اعشی الخرمائی، نابغہ، عمر بن حی، مہلہل، فضار بن زید، العدوانی اجدع ہمدانی اور طرفہ کے اشعار سے استفادہ کیا۔ لیکن وہ محض مقلد اور نقال کبھی نہیں رہے بلکہ ان میں ایک تحقیقی شان نظر آتی تھی۔ وہ تمام کتب سے استفادہ کے بعد کسی ایک معنی کے حق میں اپنی رائے ضرور دیتے تھے۔ آئندہ سطور میں مفردات قرآنی کی تحقیق مودودی کے چند پہلوؤں کی جانب اشارہ کیا جارہا ہے۔

اعلام واماکن قرآن کی تحقیق

مفردات قرآنی کے سلسلہ میں مولانا مودودی کا ایک قابل قدر کام قرآن پاک میں مذکور شخصیات، اقوام، قبائل، مذاہب، اصنام اور اماکن وغیرہ کی لغوی تحقیق ہے اس سلسلہ میں کافی مواد ان کی شاہکار تفسیر تفہیم القرآن میں موجود ہے۔ مثال کے طور پر عاد، ثمود، مدین، اصحاب الحجر، عدن، جرہم، حمیر، تبع، مجوس، قارون، صابی، موسیٰ، ذوالقرنین، ذوالنون، سبا، حنیف، لات، عزی، مناۃ، ھبل، سواع، یعوق، یغوث، نسر، احقاف، ربوہ، طوی، جودی، اور دیگر بہت سے الفاظ کی تحقیق ملتی ہے۔ مودودی نے ان الفاظ کے غیر عربی ماخذ کی جانب بھی اشارہ کیا ہے۔ الفاظ کس طرح ارتقاء اور تبدیلی کے مراحل سے

گزرتے ہوئے موجودہ صورت میں پہنچتے ہیں۔ان کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔مثال کے طور پر انہوں نے لفظ موسیٰ کی یہ تحقیق پیش کی ہے۔"بائبل اور تلمود سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کا نام موسیٰ فرعون کے گھر میں رکھا گیا تھا۔یہ عبرانی زبان کا نہیں بلکہ قبطی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں۔میں نے اسے پانی سے نکالا قدیم مصری زبان سے بھی حضرت موسیٰ کے نام کی یہ تخریج صحیح ثابت ہوتی ہے۔اس زبان میں مو پانی کو اور اوشے کا مطلب تھا بچایا ہوا۔"(5) بعل کے لغوی معنی آقا، سردار اور مالک کے ہیں۔شوہر کے لیے بھی یہ لفظ بولا جاتا تھا۔اور متعدد مقامات پر خود قرآن میں استعمال ہوا ہے۔مثلاً سورہ بقرا کی آیت ۲۲۸، سورۃ النساء آیت ۱۲۷، سورۃ ہود آیت ۷۲، اور سورۃ نور آیت ۳۱ میں۔لیکن قدیم زمانے میں سامی اقوام اس لفظ کو الہ یا خداوند کے معنی مین استعمال کرتی تھیں۔اور انہوں نے ایک خاص دیوتا کو بعل کے نام سے موسوم کر رکھا تھا۔جو سب سے بڑا انر دیوتا تھا۔اس میں اختلاف ہے کہ آیا بعل سے مراد سورج ہے یا مشتری بہرحال بابل سے مصر تک یورپ مشرق ارسطو میں بعل پرستی پھیلی ہوئی تھی۔الخ(6) احقاف کی لغوی تحقیق یوں کرت ہیں۔اور اسکے لغوی عنی ہیں۔ریت کے لمبے لمبے ٹیلے جو بلندی میں پہاڑیوں کی حد کو نہ پہنچے ہوں۔لیکن اصطلاحاً یہ صحرائے عرب (الربع الخالی) کے جنوب مغربی حصے کا نام ہے۔جہاں آج کوئی آبادی نہیں ہے۔الخ---(7)

اصطلاحات کی تحقیق

قرآن کریم میں بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن کے معانی یوں تو لغت میں کچھ اور ہیں لیکن قرآن میں انہیں کسی قدر مختلف اور مخصوص معانی میں استعمال کیا گیا ہے، اس طرح انہیں۔اصطلاحات کی حیثیت حاصل ہو گی ہے۔مثلاً عبادۃ، صلوۃ، زکوۃ، صوم، قنوت، خشوع، تبتل، جہاد، توکل، صبر، شکر، احسان، فضل، وحی، تقویٰ، ربوا، جبت، طاغوت، شرع، دین، صدقہ، نکاح وغیرہ مولانا مودودی نے ان تمام الفاظ کی تحقیق کی ہے۔اور ان کے لغوی اور اصطلاحی معانی کی وضاحت کی ہے۔اور ان چار اصطلاح پر الگ سے کتابچہ قرآن کی 4 بنیادی اصطلاحیں، کے نام سے تصنیف کیا ہے۔جس میں الہ عبادۃ اور دین جیسی اصطلاحات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔مثلاً لفظ دین کے بارے میں فرماتے ہیں:"قدم عرب میں لفظ دین مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔1. غلبہ واقتدار 2. اطاعت وبندگی 3. شریعت وقانون وطریقہ 4. محاسبہ وفیصلہ اور جزاوسزا ان چار معنوں کے لیے لغت لسان العرب اور اشعار سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔قرآن اس لفظ کو انہی مفہومات میں استعمال کرتا ہے۔جن میں یہ اہل عرب کی بول چال میں مستعمل تھا۔لیکن اسکے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہ دین کو ایک جامع اصطلاح کی حیثیت سے استعمال کرتا ہے اور اس سے ایک ایسا نظامِ زندگی مراد لیتا ہے۔جس میں انسان کسی کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کرکے اسکی اطاعت قبول کرے اور اسکے حدود قوانین کے مطابق زندگی گزارے اور اسی کے مطابق جزا سزا کا امیدوار ہو۔غالباً دنیا کی کسی زبان میں کوئی اصطلاح ایسی جامع نہیں ہے جو اس پورے نظام پر حاوی ہو۔موجودہ زمانے کا لفظ State کسی حد تک اسکے قریب پہنچ گیا ہے لیکن ابھی اسے دین کے پورے معنوی حدود پر حاوی ہونے کے لیے مزید وسعت درکار ہے"۔(8) طاغوت کے سلسہ میں فرماتے ہیں:"طاغوت لغت کے اعتبار سے ہر اس شخص کو کہا جائے گا جو اپنی جائز حد سے تجاوز کر گیا ہو۔قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد وہ بندہ ہے جو بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خود آقائی خداوندی کا دم بھرے اور خدا کے بندوں سے اپنی بندگی کرائیں"۔(9) لفظ شرع کے بارے میں فرماتے ہیں:"شرح کے لغوی معنٰی راستہ بنانے کے ہیں اور اصطلاحاً اس سے مراد طریقہ اور ضابطہ اور قاعدہ مقرر کرنا ہے عربی زبان میں اسی اصطلاحی معنی کے لحاظ سے تشریح کا لفظ قانون سازی Legislation کا،

شرع اور شریعت کا لفظ قانون اور شارع کا لفظ واضع قانون Lawgiver کا ہم معنی سمجھا جاتا ہے یہ تشریح خداوندی دراصل فطری اور منطقی نتیجہ سے ان اصولی حقائق کا جو قرآن میں جگہ جگہ بیان ہوئے ہیں۔---الخ"(10)

دیگر الفاظ کی تحقیق

اعلام واماکن اور اصطلاح کے علاوہ دیگر بہت سے الفاظ کی بھی مولانا مودودی نے تحقیق پیش کی ہے۔ انہوں نے ہر لفظ کے لغوی معنی بیان کیے ہیں۔ نیز اس معنی کی بھی نشاندہی کی ہے۔ جس میں وہ قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور سورۃ فتح کی اخری آیت ۲۹ میں اشد آعلی الکفایہ کی تحقیق یوں کرتے ہیں۔"عربی زبان میں کہتے ہیں فلان شدید علیہ منوں شخص اس پر شدید ہے یعنی اسکو رام کرنا اور اپنے مطلب پر ہونا اسکے لیے مشکل ہے۔ کفار پر اصحاب محمد ﷺ کے سخت ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کافروں کے ساتھ درشتی اور تندخوئی سے پیش آتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اعیان اصول کی مضبوطی، سیرت کی طاقت اور ایمانی قرائبت کی وجہ کفار کے مقابلے میں پتھر کی چٹان کا حکم رکھتے ہیں وہ موم کی ناک نہیں ہیں کہ کافر جدھر جاہیں موڑ دیں۔(11) اور اسی طرح سورۃ مائدہ کی آیت ۵۴ میں اعزۃ علی الکافرین کا بھی یہی مطلب مراد لیا ہے"۔ سورہ انشراح کی آیت ہے الم نشرح لک صدرک یہ تعبیر دیگر مقامات پر بھی اختیار کی گی ہے۔ شرح صدر کی وضاحت یوں فرمائی ہے۔ دوسینہ کھولنے کا لفظ قرآن میں جن معنوں میں آیا ہے ان پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دو معانی ہیں۔

1. شرح صدر سے مراد ہر قسم کے ذہنی خلجان اور تردد سے پاک ہو کر اس بات پر پوری طرح مطمئن ہو جانا کہ اسلام کا راستہ میں حق ہے۔ اس معنی میں فرمایا ہے **فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام** ۰ (انعام:۱۲۵)
2. شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ آدمی کا حوصلہ بلند ہو جائے کسی بڑی سے بڑی مہم پر جانے کے لیے اور نبوت کی زمہداریاں سنبھالنے کے لیے اس میں ہمت پیدا ہو جائے۔

رب اشرح لی صدری ویسر لی امر

عربی زبان کے لحاظ سے شرح صدر کو کسی طرح بھی شق صدر کے معنی میں نہیں لیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس آیت کو معجزہ شق صدر کا ثبوت قرار دیا جاسکتا ہے۔ علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ محققین کے نزدیک اس آیت میں شرح کو شق صدر پر محمول کرنا ایک کمزور بات ہے۔(12)

حمل الشرح فی الایۃ علی شق الصدر ضعیف عند المحققین

غیر عربی زبانون کے حوالے

مفردات قرآنی کی تحقیق میں مولانا مودودی نے غیر عربی زبانوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اگر کسی لفظ کا ماخذ غیر عربی ہے تو اسکی جانب اشارہ کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر بعض مثالیں گزری ہیں۔ اسی طرح اگر ایک لفظ یا اس سے ملتے متند الفردوس کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے۔ فردوس جنۃ کے لیے مصروف ترین لفظ ہے جو قریب قریب تمام انسانی زبانوں مین مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔ سنسکرت میں پردیشا، قدیم کلدانی زبان میں پردیسا، قدیم ایرانی (ژند) میں پیری وائزا، عبرانی میں پردیس، ارمنی میں پرویز، فرسانی میں فردتسیو، یونانی میں پارادائسوس، لاطینی میں پاراڈائس اور عربی میں فردوس، یہ لفظ ان سب زبانوں میں ایک یسے باغ کے لیے بولا جاتا ہے۔ جس کے گرد حصار کھنچا ہو آدمی کی قیام گاہ سے متصل ہو، اس میں ہر قسم کے پھل خصوصاً انگور پائے جاتے ہوں۔ بعض زبانوں مُں جانوروں اور پرندوں کا پایا جانا تھی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ قرآن میں اس کا

اطلاق متعدد باغوں کے مجموعے پر کیا گیا ہے۔ سورۃ کہف میں ہے۔ یعنی فردوس ایک بڑی جگہ ہے۔ جس میں بکثرت باغ اور گلشن پائے جاتے ہیں(13) اسی طرح لفظ صلوت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''صلوت سے مراد یہودیوں کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ یہودیوں کے ہاں اس کا اصل نام صلوتا تھا۔ جو آرامی زبان کا لفظ ہے۔ بعید نہیں کہ انگریزی لفظ (Salute) اور (Solution) اسی سے نکل کر لاطینی اور پھر انگریزی میں پہنچا ہو''۔(14)

کلام عرب (اشعار جاہلیہ) سے استدلال

بسا اوقات مولانا مودودی نے کسی لفظ کے معنی کی تعین و تحقیق کرتے ہوئے کلام عرب خصوصاً اشعار سے بھی استدلال کیا ہے۔ اور بعض ایسے نادر نکتے پیش کیے ہیں۔ جو دوسروں نے پیش ہیں کیے۔ مثلاً رب، دین، الاء، تصعر اللھم جیسے الفاظ کی لغوی تحقیق میں اشعار سے استعارہ لیا ہے۔ مثلاً لفظ رب کی لغوی تحقیق اس انداز سے کی ہے۔ اس لفظ کا مادہ ر ب ب ہے جس کا ابتدائی مفہوم پرسرش ہے۔ پھر اسی سے تصرف، خبر گیری، اصلاح حال اور اتمام و کمال کا مفہوم پیدا ہوا۔ پھر اسی شبیاد پر فوقیت، سیادت، مالکیت اور آقائی کے مفہوم اس میں پیدا ہو گئے۔ پھر لغت میں اسکے استعمالات بتاتے ہوئے اشعار س استدلال اسطرح کیا ہے۔ علقمہ بن عبیدۃ کا شعر ہے:

وكنت امرأ افضت اليك رباتبى　　　وقبلك رتبتنى فضعت ربوتى

یعنی تجھ سے پہلے جو رئیس میرے عربی تھے انہیں میں نے کھو دیا۔ آخر کار میری کفالت و ربابت تیرے ہاتھ آئی۔

لبید بن ربیعہ کہتا ہے:

واهكن يومًا رب كندة وانبه　　　ورب معد بنين جنت و عرعر

یہاں رب کندہ سے مراد کندہ کا سردر ہے جس کا حکم چلتا تھا۔

نابغہ ذیبانی کا شعر ہے:

تخب الى النعمان حتى تناله　　　فدى لک من رب تليدى و طارفى

لہذا اس لفظ کی پوری وسعتوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ حسب ذیل مفہومات پر حاوی ہے۔

1. پرورش کرنے والا، ضروریات بہم پہنچانے والا، تربیت اور نشو و نما دینے والا۔
2. کفیل خبر گیراں، دیکھ بھال اور اصلاح احوال کا ذمہ دار
3. وہ جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو۔ جس میں متفرق اشخاص مجتمع ہوتے ہوں۔
4. سید مطاع، جس کا حکم چلے جسکی فوقیت و بالا دستی تسلیم کی جائے۔
5. مالک، آقا۔

قرآن مجید میں یہ لفظ ان سب معانی میں آتا ہے۔(15)

لفظ **الاء** کی تحقیق اسطرح کرتے ہیں:

آلاء کے معنی اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالعموم نعمتوں کے بیان کیے ہیں۔ دوسرے معنی اس لفظ کے قدرت اور عجائب قدرت ہیں۔ اس کے تیسرے معنی ہیں خوبیاں، اوصاف حمیدہ اور کمالات و فضائل۔ اس معنی کو اہل لغت و تفسیر بیان نہیں کیا ہے۔ مگر اشعار عرب سے یہ لفظ کثرت سے اس معنی میں استعمال ہوا ہے۔

نابغہ کہتا ہے:

هم الملوک وابناء الملوک لهم فضل علی الناس فی الا لاء والنعم

ترجمہ: وہ بادشاہ اور شاہزادے ہیں ان کو لوگوں پر اپنی خوبیوں اور نعمتوں میں فضیلت حاصل ہے۔

مہلہل اپنے بھائی کلیب کے مرثیے میں کہتا ہے۔

الحزم والعزم کا نامن طبائعه ماکل الائه یاقوم احصیها

ترجمہ: حزم اور عزم اسکے اوصاف میں سے تھے لوگوں میں اس کی ساری خوبیاں شمار نہیں کر رہا ہوں۔

فضار بن زید العدوانی نے کہا:

وتحمد الاء البخیل المدرهم

اجرع ہمدانی اپنے گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے۔

واضیت الاء الکمیت فمن یبع فرسًا فلیس جواد نا بمباء

طرفہ کہتا ہے:

کامل یجمع الاء الفتی نبة سید سادات خضم

استقراء سے مدد

قرآنی الفاظ کے معانی کی تعین میں مولانا مودودی نے استقراء سے بہت مدد لی ہے۔ وہ ایک لفظ کے تمام مواقع استعمال اپنے پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور ان کی روشنی میں اس لفظ کا صحیح مفہوم متعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کوشش کو تفسیر القرآن بالقرآن کا نام دیا جاسکتا ہے۔ مثلاً لفظ جاہلیت ی تحقیق قرآن کی آیات کی روشنی میں اس طرح کرتے ہیں۔ دور جاہلیت کا لفظ قرآن میں اس مقام کے علاوہ تین جگہ اور استعمال ہوا ہے

1. ال عمران کی آیت ۱۵۴ میں جہاں اللہ کی راہ میں لڑنے سے جی چرانے والوں کے متعلق فرمایا گیا کہ وہ اللہ کے بارے میں حق کے خلاف جاہلیت کے سے گمان رکھتے ہیں۔
2. دوسرے سورۃ المائدہ کی آیت ۱۵۰ میں جہاں خدا کے قانون کے بجائے کسی اور کے قانون کے مطابق اپنے مقدمات کا فیصلہ کرانے والوں کے متعلق فرمایا گیا کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں۔
3. سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۶ جہاں کفار مکہ کے اس فعل کو حمیت جاہلیہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا کہ انہوں نے محض تعصب کی بناپر مسلمانوں کو عمرہ نہ کرنے دیا۔

ان تمام استعمالات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ جاہلیت سے مراد اسلام کی اصطلاح میں ہر وہ طرز عمل ہے جو اسلامی تہذیب و ثقافت اور اسلامی اخلاق و آداب اور اسلامی ذہنیت کے خلاف ہو۔([16]) اسی طرح لفظ عبادت کی لغوی تحقیق میں قرآنی آیات سے استقراء کرتے ہیں۔ عربی زبان میں **عبودة، عبودیہ** اور **عبدیہ** کے اصل معنی خضوع اور تذلل کے ہیں۔ سب سے بڑی کتاب لسان العرب میں دی گئی تحقیق کا خلاصہ بیان کرتے ہیں:

ا۔ **العبد، المملوک، خلاف الحر**، عبد وہ ہے جو کسی کی ملک میں ہو اور آزاد کی ضد ہے (بندگی وغلامی)

۲۔ **العبادۃ الطاعۃ مع الخضوع:** عبادت وہ اطاعت جو پوری فرمانبرداری کے ساتھ ہو۔(اطاعت و فرمانبرداری)

۳۔ **عبدہ عبادۃ و معبداً و معبد تا تالہ لہ:** اس کی عبادت کی یعنی اس کی پوجا کی۔(پرستش و پوجا)

۴۔ **عبدہ و عبد بہ لزمہ فلم یفارقہ:** یعنی وہ اس سے وابستہ ہو گیا اور چھوڑا نہیں۔

۵۔ **ماعبدک عنی ای ماحبسک:** کسی کے پاس آنے سے رُک جانا۔([17])

اس لغوی تحقیق کے بعد وہ قرآن میں لفظ عبدات کے استعمالات بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ لفظ قرآن میں پہلے ۳ مضمون میں استعمال ہوتا کہیں اول دوم ایک ساتھ مراد ہے کہیں معنی دوم اور کہیں سوم اور کہیں تینوں معنی بیک وقت مراد ہیں۔ اور آخر میں قرآنی استعمالات کے بعد حتمی معنی متعین کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ قرآن کی دعوت یہی ہے کہ بندگی، اطاعت اور پرستش جو کچھ بھی ہو اللہ کی ہو۔ لہٰذا عبادت کے معنی کو کسی ایک مفہوم میں محدود کرنا حقیقت میں قرآن کی دعوت کو محدود کرنا ہے۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ قرآن کی دعوت کا محدود تصور لے کر ایمان لائیں گے وہ اس کی ناقص و ناتمام پیروی کریں گے۔([18])

صرفی اور نحوی تحقیق

قرآنی الفاظ کے معانی کی تعیین کرتے ہوئے آپ نے حسبِ ضرورت صرفی و نحوی مشکلات کا ازالہ بھی کیا ہے اور صرفی و نحوی تشریح کرتے ہوئے مفہوم کی وضاحت کی ہے۔ مثلاً لفظ **احد** کے بارے میں فرمایا: ”اللہ کے لفظ **احد** جس طرح استعمال کیا گیا ہے وہ عربی زبان میں اس لفظ کا غیر معمولی استعمال ہے۔ معمولاً یہ لفظ یا تو مضاف معناف الیہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے **یوم لاحد**۔ یا نفی عام کیلئے یا عمومیت کا پہلو لیے ہوئے سوالیہ فقرے میں یا عمومیت کے پہل سے شرطیہ جلے میں یا گنتی کیلئے بولا جاتا ہے۔ ان استعمالات کے سوا نزول قرآن سے پہلے کی عربی زبان میں اس امر کی کوئی نظیر نہیں ملتی کہ محض لفظ احد وصف کے طور پر کسی شخص یا چیز کے لیے بولا گیا ہو۔ اور نزول قرآن کے بعد یہ لفظ صرف اللہ کی ذاتِ للہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس غیر معمولی طرز بیان سے خود بخود یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یکتا و یگانہ ہونا اللہ کی خاص صفت ہے۔ موجودات میں سے کوئی دوسرا اس صفت سے متصف نہیں ہے۔ وہ ایک ہے کوئی اس کا ثانی نہیں“۔([19]) اسی طرح لفظ **کوثر، تکاثر، مطففین** ابتر اور بے شمار دوسرے الفاظ کی صرفی و نحوی تحقیق کے معنی متعین کیے۔ نیز بعض اوقات کسی لفظ سے نکلنے والے مشتقات کا بھی تفصیلی تذکرہ کرتے ہیں۔ مثلاً **الصمد** سے نکلنے والے تمام مشتقات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس لفظ کی لغوی تحقیق کرتے ہیں۔

بلاغی تحقیق

مولانا مودودیؒ نے مفردات قرآن کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے نہ صرف صرفی و نحوی تحقیق کو مدِ نظر رکھا بلکہ بلاغت کو بھی پیشِ نظر رکھا۔ تشبیہ، استعارہ، کنایہ، حقیقت و مجاز، اور عربی محاورات و تعبیرات کی وضاحت کرتے ہیں تاکہ مفردات قرآنی کا مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو۔ مثلاً سورۃ شوریٰ کی آیت ۱۱ کی تشریح یوں فرماتے ہیں: **لیس کمثلہ شئ** کوئی چیز اس کے مانند جیسی نہیں ہے۔ مفسرین اور اہلِ لغت میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس میں لفظ **مثل** پر کاف (حرف تشبیہ) کا اضافہ محاورے کے طور پر کیا گیا ہے اور عرب میں یہ طرز بیان رائج ہے۔ مثلاً شاعر کہتا ہے **وقتلی کمثل جذوع النخل**۔ بعض حضرات کا قول ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں کہنے کے بجائے اس کے مثل جیسا کوئی نہیں کہنے میں مبالغہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر طفرض محال اللہ کا کوئی مثل ہوتا تو اس جیسا بھی کوئی نہ ہوتا کجا کہ خو اللہ جیسا کوئی ہو۔([20]) اسی طرح لفظ **رجیم** جس کے معنی ہیں پھینکا ہوا یا مارا ہوا

اور محاورہ میں یہ لفظ اس شخص کے لیے بولا جاتا ہے جیسے ذلیل وخوار کرکے رکھ دیا ہو یا مقام عزت سے گرادیا ہو۔ اسی طرح لفظ **ذات الرجع** جس کے لغوی معانی پلٹنے کے ہیں مگر مجازاً عربی زبان میں یہ لفظ بارش کے لیے آتا ہے۔ اسی طرح **مرمستنفرہ** بھی ایک عربی محاورہ ہے جو بدحواس ہوکر بھاگنے والوں کے لیے تشبیہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح لفظ نکاح کے اصل معنی عقد کے ہیں پھر یہ لفظ استعارۃ جماع کے لیے استعمال ہونے لگا۔ اسی طرح لفظ **نفث** کے معنی پھونکنے کے ہیں **نفاثات** جمع ہے **نفاثہ** کی مراد پھونکنے والی عورتیں یا جماعتیں یا نفوس۔ بہرحال یہ لفظ جادو کے لیے استعارہ ہے۔([21])لفظ **تکویر** کے معنی لپیٹنے کے ہیں سر پر عمامہ باندھنے کے لیے **تکویر العمامہ** کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ یہاں روشنی کو عمامہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جو روزِ قیامت سورج پر لپیٹ دیا جائے گا یعنی روشنی پھیلنا بند ہو جائے گی۔([22])اس طرح مولانا مودودیؒ نے مفردات قرآنی کی لغوی تحقیق میں بلاغت سے بھی بہت مدد لی ہے تاکہ اصل مفہوم قرآن سمجھا سکے۔

حروف مقطعات کی تحقیق

حروف مقطعات کے متعلق ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ لسان العرب کی پہلی جلد مین باب تفسیر الحروف المقطعہ میں مفسرین ان کی مختلف تعبیریں کی ہیں۔ پھر مشہور ماہر لغت زجاج کا یہ قول نقل کیا کہ عرب ایک حرف بول ایسا قلمہ مراد لیتے ہیں جس میں وہ حرف پایا جاتا ہو مثلاً؛ **قلت لھا قفی فقالت ق یعنی ق** سے مراد **اَقِفُ** ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طرز بیان قدیم اہلِ عرب میں رائج تھا لیکن بعد میں چونکہ یہ رائج نہیں رہا اس لیے یہ معلوم کرنا ہر حرف کس قلمہ پر دلالت کرتا ہے مشکل ہو گیا۔ اس لیے ان کی دلالت متعین کرتے میں اختلاف ہوئے اور کسی ایک تعبیر پر اتفاق نہیں ہو سکا۔۔ لیکن ان کے معانی معلوم نہ ہوئے اس ہدایت میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا جو قرآن میں انسان کو دی گئی ہے۔([23])

جدید سائنسی وفلکیاتی تحقیقات سے استدلال

مولانا مودودیؒ نے بہت سے الفاظ و مفردات کی لغوی تحقیق میں سائنسی و خصوصاً فلکیاتی تحقیقات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ جس نے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو بہت متاثر کیا ہے۔ مثلاً لفظ **سجرت** کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اصل میں لفظ سجرت استعمال ہوا ہے جو تسجیر سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ تسجیر عربی زبان میں تنور کے اندر آگ دہکانے کے لیے بولا جاتا ہے۔ بظاہر یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے۔ کہ قیامت کے روز سمندروں میں آگ بھڑک اٹے گی لیکن اگر پانی کی حقیق لوگوں کی نگاہ میں ہو تو اس میں کوئی قابلِ تعجب چیز محسوس نہ ہوگی۔ یہ سراسر اللہ کا معجزہ ہے کہ اس نے آکسیجن اور ہائیڈروجن دو ایسی گھوں کو باہم مدہاجن میں سے ایک آگ بھڑکانے والی اور دوسری بھڑک اٹھنے والی ہے۔ اور ان دونوں کی ترکیب سے پانی جیسا مادہ پیدا کیا۔ جو آگ بجھانے والا ہے۔ اللہ کی قدرت کا ایک ایک اشارہ اس بات کے لیے کافی ہے۔ کہ وہ پانی کی اس ترکیب کو بدل ڈالے لاور یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوکر بھڑکنے اور بھڑکانے میں مصروف ہو جائیں۔ جو ان کی اصل بنیادی خاصیت ہے۔([24])

لفظ شھاب مبین کے سلسلہ میں لکھا: ”شھاب مبین کے لغوی معنی شعلہ روشن کے ہیں۔ دوسری جگہ قرآن میں اس کے لیے شہاب ثاقب کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی تاریکی کو چھدنے والا شعلہ اس سے مراد ضروری نہیں کہ وہ ٹوٹنے والا تارا ہی ہو جیسے ہماری زبان میں اصطلاحاً شہاب ثاقب کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے یہ کسی اور قسم کی شعاعین ہوں۔ مثلاً کائناتی شعاعیں(Cosmic Rays) یا ان سے بھی زیادہ شدید کوئی اور قسم ہو جو ابھی ہمارے علم میں نہ آئی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہی شہاب ثاقب مراد ہوں جنہیں تم کبھی کبھی زمین پر گرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ قیاس کیجئے اگر زمین کی بالائی سرحدوں کو مضبوط حصاروں سے محفوظ

نہ کر دیا گیا ہو تا تو ان ٹوٹنے والے تاروں کی بارش زمین کا کیا حال کر دیتی یہی حصار ہیں جن کو قرآن نے بروج محفوظ قلعوں کے لفظ سے تعبیر کیا ہے"۔(25)

مواقع النجوم

اسی طرح لفظ شعری، نجم، ذات الحبک، ذات الرجع، وغیرہ کی سائنسی و فلکیاتی تحقیق سے استفادہ کیا۔

حاصل کلام

یہ چند مثالیں اس بات کا ثبوت پیش کرنے کے لئے کافی ہیں کہ مولانا مودودی کی قرآنیات کے میدان میں خدمات قابل قدر ہیں۔ خاص طور پر ان کی مفردات قرآنی کی تحقیقات انتہائی اہم ہیں۔ انھوں نے مفردات کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے عربی زبان کے لحاظ سے قرآنی الفاظ کی ترکیب عربی قواعد، صرف و نحو، کلام جاہلی، لغات، قرآن کے دوسرے مقامات پر اس کے استعمالات اور سنت متواترہ کو مد نظر رکھا۔ اس کے بعد جامعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے سیاق سباق کی رعائیت کی ہے۔ کیونکہ ہر جگہ ایک ہی ترجمہ کرنے سے مطلب واضح نہیں ہوتا۔ اس طرح آپ کے آیات کے مفہوم کو ازروئے مبین میں ڈھالنے کی کامیاب کوشش کی۔ عمدہ الفاظ کا استعمال اور بعض اردو الفاظ پر اعراب کا اہتمام بھی کیا۔ جس سے فہم قرآن میں بہت مدد ملتی ہے۔

References

[1] Hafat Rozah Lahore, (Article7), Tafhīm Al-Quran (15 December, 1972AD), 11: 247.
[2] Jalāl al-Dīn Sayūṭī, Al-Atqān Fī ʿUlūm al-Qurān (Beirūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiya, 1999AD), 4: 1981.
[3] Syad Abū al-Aʿalā Madūdī, Makātīb(Lahore: Islāmī Publications), 2: 276.
[4] Madūdī, Rasāel wa Masāil, 3: 17.
[5] Syad Abū al-Aʿalā Madūdī, Tafhīm al-Qurān(Lahore: Idārah Tarjmān al-Quran, 2020), 3: 619.
[6] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 4: 304.
[7] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 4: 613.
[8] Sayad Abū al-Aʿlā Madūdī, Quran Kī 4 Banyādī Iṣṭilāḥīn(Lahore: Islāmic Publications), 101.
[9] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 1: 196.
[10] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 4: 486.
[11] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 5: 63.
[12] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 6: 378.
[13] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 3: 268.
[14] Madūdī, Tafhīm al-Qurān , 3: 233.
[15] Madūdī, Quran Kī 4 Banyādī Iṣtil āḥīn, 29.
[16] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 4: 91.
[17] Madūdī, Quran Kī 4 Banyādī Iṣtilāḥīn, 78.
[18] Madūdī, Qurān Kī 4 Bunyādī Iṣṭilāḥīn, 91.
[19] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 6: 53.
[20] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 4: 485.
[21] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 4: 263.
[22] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 4: 569.
[23] Madūdī, Rasāel wa Masāel, 5: 69, 70.
[24] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 4: 264.
[25] Madūdī, Tafhīm al-Qurān, 2: 501.